# قرآن مجید میں بعض معرب الفاظ کی تحقیق

# توراۃ وانجیل

ڈاکٹر ف۔ عبدالرحیم

مل تعاون

**توراۃ:** حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی آسمانی کتاب۔

قرآن مجید میں یہ لفظ فتحہ کے ساتھ بھی پڑھا جاتا ہے اور امالہ کے ساتھ بھی[1]۔ امالہ کے ساتھ ابوعمرو، کسائی اور ابن ذکوان کی قراءت ہے[2]۔ یہی امالہ والا تلفظ اردو میں رائج ہے اور اسی مناسبت سے توراۃ کو "ی" کے ساتھ توریت لکھا جاتا ہے۔

بعض علمائے لغت توراۃ کو عربی لفظ بتاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس کا ماخذ وَرِیَ (یا وَرَی) ہے۔ وَرِیَ الزَّنْدُ کے معنیٰ ہیں چقماق سے آگ کا نکلنا۔ توراۃ کی اصل پر بحث کرتے ہوئے قرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں[3]:

| | |
|---|---|
| والتوراۃ معناھا الضیاء والنور | توراۃ کے معنی ہیں روشنی اور اس کا ماخذ |
| مشتقۃ من وَرَی الزَّنْدُ (وورِیَ | وری الزند ہے جس کے معنی ہیں چقماق |
| لغتان) اذا خرجت نارہ۔ | سے آگ نکلنا۔ |

اب رہا یہ سوال کہ وَرَی سے توراۃ کیسے بنا؟ تو علمائے لغت نے اس کی تین توجیہیں بیان کی ہیں:

اول یہ کہ توراۃ کا وزن تَفْعَلَۃ ہے اور یہ اصل میں تَوْرَیَۃ تھا۔ صرفی قاعدے کی رو سے

اگر ی مفتوح ہو اور اس کا ماقبل متحرک ہو تو ی الف سے بدل جائے گی۔ اسی قاعدے کی رو سے تَوْرِيَة سے توراۃ بنا۔

یہ قول کوفی نحویوں کا ہے۔

بصری کہتے ہیں کہ تَفْعَلَة کا وزن بہت نادر ہے اس لیے ان کے نزدیک توراۃ کا وزن فَوْعَلَة ہے اور یہ وزن تفعلة کی بہ نسبت زیادہ مستعمل ہے۔ وَرَی سے فوعلة کے وزن پر وَوْرَيَة بنا جس کی پہلی واؤ ت میں بدل گئی جیسے وَوْلَج سے تَوْلَج، اور وُخْمَة سے تخمة بنے ہیں اور مذکورہ بالا صرفی قاعدے کی رو سے ی الف میں بدل گئی، اس طرح وَوْرَيَة سے توراۃ بنا۔

یہ رہی دوسری توجیہ۔

تیسری توجیہ یہ ہے کہ توراۃ کا وزن تَفْعِلَة بکسر العین ہے۔ اور یہ وَرّٰی کا مصدر ہے۔ جیسے رَبّٰی کا مصدر تَرْبِيَة اور سَلّٰی کا تَسْلِيَة ہے۔ وَرّٰی الزند کے معنی ہیں: اس نے چقماق سے آگ نکالی۔ اس طرح تورِيَة کے معنی ہوں گے: چقماق سے آگ نکالنا۔

اس لفظ میں مشکل یہ ہے کہ صرفی قاعدے کی رو سے تورِیۃ کی ی ماقبل مکسور ہونے کی وجہ سے الف میں تبدیل نہیں ہو سکتی اس لیے علمائے لغت نے قبیلہ طیّ کی بولی کا سہارا لیا ہے جس میں ماقبل مکسور ہونے کے باوجود ی الف میں بدل جاتی ہے۔ چنانچہ اس قبیلہ کے لوگ جارِيَة کو جاراۃ، توصِيَة کو توصاۃ، اور ناصِيَة کو ناصاۃ بولتے ہیں، اسی قبیلہ کی بولی کے مطابق تَوْرِيَة سے توراۃ بنا۔

یہ قول فرّاء کا ہے۔[۲]

ایک قول یہ بھی ہے کہ توراۃ کی اصل تُوْرِيَة ہے جس کے معنی ذو معنی بات کہنے کے ہیں۔ اس مصدر کا وَرَی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ابو عبید کے نزدیک یہ وَرَاء سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں: "پیچھے" کیونکہ ذو معنی بات کہنے والا اپنے مقصد کو پیٹھ پیچھے چھپا لیتا ہے۔

توراۃ کی اصل کے بارے میں یہ قول مورج کا ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے وہ کہتے ہیں:

فکأنّ اکثر التوراۃ معاریض و تلویحات من غیر تصریح و ایضاح۔

گویا کہ توراۃ کے اکثر حصوں میں صراحت و وضاحت کے بجائے اشاروں کنایوں سے کام لیا گیا ہے

قرطبی نے اس قول کو ذکر کر کے اس کی تردید کی ہے۔ ان کے نزدیک جمہور نے پہلی رائے کو اس بنا پر قبول کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ توریت کی شان میں فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوسٰی وَھٰرُونَ الْفُرْقَانَ | ہم نے موسیٰ اور ہارون کو فرقان، روشنی |
| وَضِیَاءً وَّذِکْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ○ (انبیاء: ۴۸) | اور پرہیزگاروں کے لیے ذکر عطا کیا۔ |

وجہ استدلال یہ ہے کہ جس کتاب کی شان میں روشنی کہا گیا ہو اس میں ابہام وغموض کیسے ہو سکتا ہے؟

یہ رہے ان علماء کے اقوال جو توراۃ کے عربی الاصل ہونے کے قائل ہیں۔ علماء کا ایک دوسرا فریق توراۃ کو معرّب بتاتا ہے۔ چنانچہ زمخشری کشاف میں کہتے ہیں[۵]:

| | |
|---|---|
| التوراۃ والانجیل اسمان اعجمیان | توراۃ وانجیل غیر عربی اسماء ہیں (وری) اور (نجل) |
| وتکلف اشتقاقہما من الوری والنجل | سے ان کے اشتقاق کی کوشش کرنا، اور ان |
| ووزنہما بتفعلۃ وافعیل إنما | کا وزن تفعلہ اور افعیل بتانا اسی وقت درست |
| یصح بعد کونہما عربیین... | ہوگا جب ان کا عربی ہونا طے پائے۔ |

انوار التنزیل میں قاضی بیضاوی نے بھی تقریباً یہی بات کہی ہے۔ بلکہ انھوں نے توراۃ وانجیل کو عربی ثابت کرنے کی کوشش کو تَعَسُّف (زیادتی) سے تعبیر کیا ہے[۶]۔

المصباح المنیر میں فیومی فریقِ اول کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہ بات محل نظر ہے کیونکہ یہ غیر عربی لفظ ہے[۷]۔

تاج العروس میں زبیدی اپنے شیخ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ: محققین کا کہنا ہے کہ توراۃ غیر عربی لفظ ہے۔ بلکہ بالاتفاق وہ عبرانی لفظ ہے[۸]۔

یہی قول صحیح ہے۔ عبرانی میں یہ لفظ توراۃ ہے תּוֹרָה جس میں (تو)، بروزن (دو) ہے اور آخر کا حرف ہ ہے جو اضافت کی حالت میں ت بن جاتی ہے۔ اس کے معنی ہدایات اور قوانین کے ہیں۔ اسی لفظ سے מוֹרֶה (مورے) بنا ہے جس کے معنی معلم کے ہیں۔

**انجیل**: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی آسمانی کتاب۔

۔ بعض علمائے لغت اس کو عربی بتاتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس کا ماخذ عربی کا لفظ نجل ہے جس کے مختلف معنی ہیں، اور ان کی مناسبت سے مختلف اقوال منقول ہیں۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں ان کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ یہ اقوال حسب ذیل ہیں:[۹]

(۱) النَّجْل کے معنی ہیں: اصل، نژاد۔ کہا جاتا ہے فلان کریم النَّجْل۔ انجیل نجل سے انھیں معنوں میں مشتق ہے۔ کیونکہ انجیل علم و حکمت کا ماخذ ہے۔ دو۔

یہ قول فرّاء کا ہے۔

(۲) النجل (نون و جیم کے فتح کے ساتھ) کے معنی ہیں کشادہ چشمی۔ اسی مناسبت سے گہرے اور پھیلے ہوئے زخم کو طَعنَۃ نَجْلا، کہتے ہیں۔ انجیل میں رشد و ہدایت کی وسعت کی وجہ سے اسے یہ نام دیا گیا۔

(۳) التَّنَاجُل کے معنی آپس میں جھگڑنے کے ہیں۔ لوگوں میں انجیل کے بارے میں اختلاف کی وجہ سے اس کا یہ نام پڑا۔

(۴) شمر نے اصمعی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انجیل ہر اس کتاب کو کہتے ہیں جس کی سطور زیادہ ہوں۔ یہ نجل سے ماخوذ ہے جس کے معنی وسعت و کشادگی کے ہیں۔

بعض علمائے لغت انجیل کو نجل سے ماخوذ بتاتے تو ہیں لیکن وثوق کے ساتھ نہیں، چنانچہ مشہور عالم لغت ابن درید اپنی کتاب جمہرۃ اللغۃ میں کہتے ہیں:[۱۰]

| | |
|---|---|
| اِسْتَنْجَلَ المَاءُ اذا ظهر فی الوادی ویمکن | اِستنجل الماءُ کے معنی ہیں: وادی میں پانی |
| ان یکون اشتقاق الانجیل من هٰذا | کا نکل آنا ہو سکتا ہے کہ انجیل اس سے ماخوذ ہو۔ |

دوسری جگہ لکھتے ہیں:[۱۱]

| | |
|---|---|
| والانجیل إن کان عربیا محضـا | اگر لفظ انجیل خالص عربی ہو تو اس کا اشتقاق |
| فاشتقاقه من النجل وهو ظهور | نجل سے ہوگا۔ جس کے معنی اسطح زمین پر |
| الماء علی وجه الارض واتساعه | پانی نکل آنے اور پھیل جانے کے ہیں۔ |

المصباح المنیر میں فیومی کہتے ہیں:[۱۲]

| | |
|---|---|
| والانجیـل قیـل مشتق من | کہا جاتا ہے انجیل نجل سے ماخوذ ہے جس |

| | |
|---|---|
| نجلته اذا استخرجته | کے معنی کسی چیز کو کسی دوسری چیز سے اخذ کرنے کے ہیں۔ |

علماء کا دوسرا فریق اس لفظ کو معرب گردانتا ہے۔ انجیل کے بارے میں زمخشری کا قول تورات کی بحث میں گزر چکا ہے۔ اس کے بعد وہ مزید کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وقرأ الحسن الانجيل بفتح الهمزة، | حسن انجیل کو ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ (أنجیل) |
| وهو دليل على العجمة ،لان أفعيل | پڑھتے ہیں جو اس کے غیر عربی ہونے کی دلیل |
| بفتح الهمزة عديم في اوزان | ہے، کیونکہ أفعیل کا وزن عربی زبان میں |
| العرب | پایا نہیں جاتا۔ |

اس قول کو ابوحیان[13] اور بیضاوی[14] نے بھی ذکر کیا ہے۔

قرطبی اپنی تفسیر میں فریق اول کی آراء نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: کہا جاتا ہے تورات اور انجیل سریانی زبان کے لفظ ہیں۔ مزید یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انجیل سریانی میں انکلیون ہے جوالیقی نے انجیل کو اپنی کتاب معرّب میں شامل کیا ہے۔[15]

فریق ثانی کا قول ہی صحیح ہے۔ دراصل انجیل یونانی لفظ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت فلسطین اور قرب وجوار میں یونانی علم وثقافت کی زبان تھی، ویسے یہودیوں کی زبان ان دنوں آرامی تھی جس کی ایک شاخ سریانی ہے۔ یونانی میں انجیل کی اصل اِوَنگلیُون εὐαγγέλιον ہے جو دو لفظوں سے مرکب ہے۔ پہلا لفظ اِو εὐ ہے جس کے معنی ہیں اچھا۔ اور دوسرا لفظ ہے انگلیا ἀγγελία جس کے معنی ہیں: پیغام، اسی لفظ سے انگریزی میں *angel* آیا ہے جس کے لفظی معنی خبر رساں یا پیامبر کے ہیں ان دونوں لفظوں سے مرکب لفظ اِوَنگلیُون کے معنی ہیں خوشخبری۔ یہی یونانی لفظ سریانی میں [illegible] (اونگلیون) کی شکل میں داخل ہوا۔ سریانی میں اس کی جمع اِوَنگلیا [illegible] آتی ہے اور قرین قیاس یہ ہے کہ یہی صیغہ عربی میں آکر انجیل بنا۔

یہ لفظ یورپ کی اکثر زبانوں میں بھی یونانی سے داخل ہوا ہے۔ چنانچہ جرمن میں EVANG— LIUM اطالوی میں VANGELO، EVANGELO اور فرانسیسی میں EVANGILE

اسی لفظ کی مختلف شکلیں ہیں۔ قدیم انگریزی میں یونانی کا یہ لفظ نہیں لیا گیا بلکہ اس کا ترجمہ کر لیا گیا جو GODSPEL تھا۔ GOD کے معنی ہیں اچھا (جو آج کل کی انگریزی میں GOOD ہے) اور SPEL کے معنی ہیں: خبر۔ یہی لفظ آج کل کی انگریزی میں GOSPEL بنا ہے۔

---

# حواشی

سلہ نحو اور تجوید کی اصطلاح میں الف کو یائے مجہول میں بدلنے کا نام امالہ ہے حفص کی قراءت میں صرف ایک لفظ امالے سے پڑھا جاتا ہے اور وہ ہے مجریٰہا جو سورۂ ہود کی ۴۱ ویں آیت میں ہے یہ لفظ امالے کے ساتھ مجرے ہا پڑھا جاتا ہے۔ دیگر قراء کی قراءتوں میں بہت سارے الفاظ امالے سے پڑھے جاتے ہیں۔

سلہ الکشف عن وجوہ القراءات السبع، مکی بن ابی طالب، تحقیق حاتم صالح الضامن۔ الرسالۃ بیروت ۱/۱۸۳ سلہ تفسیر قرطبی، دار الکتب المصریۃ ۴/۵-۶

سلہ تہذیب اللغۃ، ازہری۔۔ مجمع اللغۃ العربیۃ، قاہرہ ۱۵/۳۰۷

سلہ الکشاف، زمخشری، دار المعرفۃ، بیروت ۱/۴۱۰

سلہ انوار التنزیل، موسسۃ شعبان، بیروت، ۲/۲

سلہ المصباح المنیر، فیومی، المکتبۃ العلمیۃ بیروت (وری)

سلہ تاج العروس، سید مرتضیٰ زبیدی بلگرامی، بولاق، (وری)

سلہ تفسیر قرطبی ۴/۵-۶ سنلہ جمہرۃ اللغۃ، ابن درید، دائرۃ المعارف/حیدر آباد، ۲/۱۱۲

سلہ حوالۂ سابق ۳/۲۷۴ سلہ المصباح المنیر (نجل)

سلہ البحر المحیط، ابوحیان اندلسی، دار المعرفہ، بیروت، ۲/۳۷۸ سلہ انوار التنزیل ۲/۲

سلہ المعرب من الکلام الاعجمی، الجوالیقی (تحقیق احمد شاکر) دار الکتب المصریۃ قاہرہ۔ ص ۲۳

سلہ عربی میں ملک (فرشتہ) کے لفظی معنی بھی قاصد کے ہیں۔